www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک

۱: رنگ گوراسرخ وسفید، چمکدار اور انتہائی خوبصورت (شمائل ترمذی:۱)

۲: چاند جیسا چہرہ (شمائل:۱۱) ہلکی گولائی والا خوبصورت چہرہ (شمائل:۱۲؍۴)
کشادہ اور کھلا چہرہ (شمائل:۹) سرمگیں آنکھیں (شمائل:۱۲؍۴)

۳: سیاہ اور بڑی آنکھیں جن کی سفیدی میں لمبے لمبے سرخ ڈورے تھے۔ (شمائل:۹)

۴: سر اور داڑھی کے کالے سیاہ اور گھنے بال، نہ بہت زیادہ گھنگریالے اور نہ بالکل سیدھے اکڑے ہوئے۔ (شمائل:۱) آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ (شمائل:۱) سر کے بال (عام طور پر) بہت زیادہ اور کانوں کی لو تک لمبے تھے۔ (شمائل:۳)

۵: چوڑے اور مضبوط کندھے (شمائل:۵۔۶)

۶: مضبوط اور پُر گوشت ریشم جیسی نرم ہتھیلیاں (شمائل:۵۔۶)

۷: سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی اور باریک لکیر (شمائل:۵۔۶)

۸: چلنے میں تیز رفتار (شمائل:۵۔۶)

۹: آپ کی کمر ایسی تھی گویا ڈھلی ہوئی چاندی کا ٹکڑا۔(مسند الحمیدی:۸۶۵ بتحقیقی وسندہ حسن)

۱۰: خوبصورت (ترشی ہوئی) ایڑیاں جن پر گوشت بہت کم تھا۔ (شمائل:۹)

۱۱: آپ نے سرخ خضاب یعنی مہندی لگائی۔ (صحیح بخاری:۵۸۹۷۔۵۸۹۸)

۱۲: آپ اپنی مونچھوں کے بال پست رکھتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۱/ ۴۴۹ وسندہ صحیح)

۱۳: آپ کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان تھوڑے سے بال سفید ہو گئے تھے۔
(صحیح بخاری:۳۵۴۵۔۳۵۴۶)

۱۴: آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔(صحیح بخاری:۳۵۶۱،صحیح مسلم:۲۳۲۹۔۲۳۳۰)

۱۵: آپ ﷺ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی ختمِ نبوت کی مہر تھی۔ (شمائل:۱۶)

[حافظ زبیر علیزئی]

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

ماہنامہ

ضربِ حق

سرگودھا

مدیر

سید محمد سبطین شاہ نقوی حفظہ اللہ

0300-9600128

جلد: 3	جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ مئی ۲۰۱۲ء	شمارہ: 5

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
20 روپے	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	300 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

برائے خط کتابت

ماہنامہ ضربِ حق

جامعہ امام بخاری اہل حدیث

مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ

عمر فاروق شاکر

0300-4608164

048-3715130

مقام اشاعت جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خطبات

سید محمد سبطین شاہ نقوی

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم (قسط نمبر ۲)

[آج اگر ہمیں ایمان نصیب ہوا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہوا ہے]

تین صحابہ کی توبہ

غزوۂ تبوک میں سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اپنے پیچھے رہنے کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں:

عبداللہ بن کعب بن مالک (جب سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں وہی کعب رضی اللہ عنہ کو راستے میں پکڑ کر چلا کرتے تھے) انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوسکنے کا واقعہ سنا، انھوں نے بتایا: غزوۂ تبوک کے سوا اور کسی غزوے میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا، لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر، آپ کا دشمنوں سے آمنا سامنا ہو گیا اور میں لیلۂ عقبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لئے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے، اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔

میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحبِ مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی غزوے کے لئے تشریف لے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جاتے تو آپ اس کے لئے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور کثیر التعداد دشمن کی قوت تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس غزوہ کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کرلیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کردی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنا کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوہ میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کرسکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ سوائے اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ نبی کریم ﷺ جب اس غزوے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی، لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کرلوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کرلیں اور نبی کریم ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کرلوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔

کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لئے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لئے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوہ میں شرکت میرے لئے بہت دور کی بات ہوگئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انھیں پا لوں گا۔ کاش! میں نے ایسا کرلیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

یا وہ لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا: کعب نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ (وہ حسن جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا) پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے: تم نے بُری بات کہی۔ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوئی اور میرا ذہن کوئی ایسا بہانہ تلاش کرنے لگا، جس سے میں کل نبی ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔ اپنے گھر کے ہر عقلمند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آ چکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے آپ کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا، چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا، ان سے عہد لیا۔ ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں حاضر ہوا، میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔ آپ نے فرمایا: آؤ، میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا: میرے پاس سواری موجود تھی، خدا کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار شخص کے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے، لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہوگی، لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔

نہیں، اللہ کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم! اس وقت سے پہلے میں اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچی بات بتا دی، اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہمیں تمھارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا کہ دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمھارے گناہ کے لئے نبی کریم ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر نبی کریم ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انھوں نے بتایا: ہاں! دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی ہے اور انھیں جواب بھی وہی ملا ہے جو تمھیں ملا ہے۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہما۔ ان دو ایسے صحابہ کے نام انھوں نے لے لئے جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا طرز عمل میرے لئے نمونہ بن گیا۔

چنانچہ انھوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے ممانعت کر دی، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں تھے، ان میں صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بدل گئے۔ایسا نظر آتا تھا کہ ہمارے لئے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا، لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں نبی کریم ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں، آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کن انکھیوں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ میری طرف دیکھتے لیکن جونھی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔

آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انھیں سلام کیا، لیکن اللہ کی قسم! انھوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا: اے ابو قتادہ! تمھیں اللہ کی قسم! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا، اللہ کی قسم دے کر، لیکن اب بھی وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انھوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (نیچے اتر آیا) پھر ایک دن میں مدینہ کے بازاروں میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا، پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور بادشاہ غسان کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا:

''اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے صاحب (یعنی نبی کریم ﷺ) تمھارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کوئی ذلیل پیدا نہیں کیا ہے کہ تمھارا حق ضائع

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

کیا جائے، تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمھارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے۔‘‘

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آ گیا ہے۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول کریم ﷺ کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا نبی کریم ﷺ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا: میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟ انھوں نے کہا: نہیں صرف ان سے جدا رہو، ان کے قریب نہ جاؤ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنھوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انھوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لئے حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت نبی کریم ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت نبی ﷺ سے لے لیجئے۔

میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کے لئے نبی کریم ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو نبی کریم ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لئے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! تمھیں بشارت ہو۔ انھوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراخی ہو جائے گی۔

فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگ میرے پاس بشارت دینے کے لئے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑاتے آ رہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جس صحابی نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی، جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں، انھیں دے دیئے۔ اللہ کی قسم! کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے۔ کہتے تھے: اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ اللہ کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا، میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا) اس مبارک دن کے لئے تمھیں بشارت ہو جو تمھاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اللہ کی طرف سے ہے۔ نبی کریم ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہو جاتا، ایسا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو، جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی'' اس کے ارشاد: ''وکونوا مع الصادقین'' تک۔ (التوبہ:۱۱۸۔۱۱۹)

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لئے ہدایت کے بعد، میری نظر میں نبی کریم ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاک نہیں کیا، جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لئے نہیں فرمائی ہو گی.....

کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: چنانچہ ہم تین، ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لے لی تھی اور ان کے لئے مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ نبی کریم ﷺ نے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿وَّ عَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ﴾ سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنھوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے۔ (صحیح بخاری:۴۴۱۸)

غلطی تو صرف تین صحابہ سے ہوئی تھی، لیکن اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کرتے وقت ساتھ ساتھ نبی ﷺ کا بھی ذکر کیا۔ مہاجرین اور انصار کا بھی ذکر کیا جو نبی ﷺ کے غزوہ میں شامل تھے: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۙ وَّ عَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ﴾

اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا اور ان تینوں شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا، یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تا کہ وہ پھر آئیں، بے شک اللہ ہی ہے مہربان رحم فرمانے والا۔ (التوبہ:۱۱۷۔۱۱۸)

اللہ نے ان تینوں کے ساتھ نبی ﷺ کا ذکر کیا، مہاجرین اور انصار کا ذکر کیا، ان تینوں کا مقام بلند کر دیا قیامت تک جو قرآن پڑھے گا وہ تینوں کے ساتھ نبی ﷺ، مہاجرین اور انصار کا نام بھی پڑھے گا۔ جس طرح اللہ نبی ﷺ کے ساتھ راضی ہے اسی طرح مہاجرین اور انصار کے ساتھ راضی ہے اسی طرح اللہ ان تین صحابیوں سے بھی راضی ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نابینا صحابی سے بے رخی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو وہ ہستیاں ہیں، اگر ان کی وجہ سے پیغمبر اپنے ماتھے پر تیوری چڑھا لے تو اللہ اسے بھی پسند نہیں کرتا۔ منکرینِ صحابہ کی تہمتیں کیسے برداشت کرے گا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اپنے ماتھے پر غصے کے آثار فرمائے کہ سردارانِ مکہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میں انھیں وعظ کر رہا ہوں اور یہ یہاں بھی گھس آیا ہے۔ آپ کی اس بات کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل کر دیا:

﴿عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ۙ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ؕ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی﴾

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ اس کے پاس اندھا آیا۔ اور تجھے کیا چیز معلوم کراتی ہے شاید وہ پاکیزگی حاصل کر لے۔ یا نصیحت حاصل کرے تو وہ نصیحت اسے فائدہ دے۔ لیکن جو بے پروا ہو گیا سو تو اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ (عبس :۱۔۶)

اللہ نے فرمایا: اے محبوب! سارے کفار جہنم میں جاتے ہیں تو جانے دو لیکن جو صحابی نابینا غریب تیرے پاس آیا ہے یہ نہ جائے۔

بات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو، بات عمر رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو، بات عثمان رضی اللہ عنہ کی کرتے ہو۔ وہ تو ایک طرف ان کا مقام تو ایک طرف، ایک ادنیٰ سے صحابی نابینا صحابی انتہائی غریب صحابی سے بھی بے رخی اللہ کو پسند نہیں۔

جب اللہ کو معمولی بے رخی پسند نہیں تو پھر اسے جرح کیسے پسند آئے گی؟، تنقید کیسے پسند آئے گی؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ مکہ کے بڑے بڑے لوگ بھی مسلمان ہو جاتے، آپ انھیں وعظ کرتے۔ انھیں پاس بلاتے مکہ کے چوہدریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: جب ہم آپ کی مجلس میں آئیں تو یہ غریب لوگ ہمارے ساتھ نہ بیٹھیں۔ انھیں ہماری محفل سے اٹھا دیا

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کریں۔اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن اتار دیا:﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر یاد کرتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں، تیرے ذمے ان کے حساب میں سے کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان کے ذمے کچھ ہے کہ تو انھیں دور ہٹا دے، پس ظالموں میں سے ہو جائے۔ (الانعام:۵۲)

اللہ اپنے پیغمبر کو سمجھا رہا ہے کہ اپنے پاس بیٹھنے والے لوگوں کو دور نہیں کرنا۔ مکہ کے چوہدریوں نے زور لگایا اور اپنے ایمان کا لالچ دیا، ہم تب مسلمان ہوں گے اگر ان غریب لوگوں کو اپنی محفل سے نکال دو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ بڑے اور وڈیرے نہیں مانتے تو نہ مانیں لیکن ان کو آپ نے اپنی محفل سے نہیں نکالنا کیونکہ ان کے دل صاف ہیں۔ ان کا باطن پاک ہے، ان کا ظاہر اور باطن صاف ستھرا ہے۔ تو پھر میری اور تمھاری کیا حیثیت ہے؟

لوگو! پیار کرو صحابہ سے۔ پیار کرو اہلِ بیت سے۔

نبی ﷺ سے کیسا پیار؟

ذرا سوچو تو سہی! آپ نے نبی ﷺ سے کیا محبت کی ہے؟ جب آپ نے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے عداوت کی۔ نبی ﷺ کے صحابہ کا انکار کیا۔ نبی ﷺ کی ازواج کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کی بیٹیوں کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کے داماد کا انکار کیا ہے۔ نبی ﷺ کے سسرال کا انکار کیا ہے۔ بتاؤ تو سہی تم نے نبی ﷺ سے کیا پیار کیا ہے؟ تم نے تو نبی ﷺ کے تمام رشتے داروں کا انکار کیا ہے۔

کیا وہ شخص آپ ﷺ سے محبت کرنے والا ہو سکتا ہے جو یہ کہے: میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں لیکن آپ ﷺ کی بیوی اچھی نہیں، آپ ﷺ کی بیٹی اچھی نہیں، آپ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ﷺ کے داماد اچھے نہیں، آپ ﷺ کے سسر اچھے نہیں، آپ ﷺ کے دوست اچھے نہیں؟

اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے ان پتھروں سے بھی پیار کرو جن پتھروں نے نبی ﷺ سے پیار کیا ہے۔ جن پتھروں نے آپ ﷺ کو سلام کیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ کا سلام

لوگو! صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار کرو صحابہ سے محبت کرو، آلِ رسول سے محبت کرو، اہلِ بیت سے محبت کرو۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے، وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۷۷)

جو پتھر آپ کو سلام کرے اس سے تو محبت کرو اور جس کو نبی علیہ السلام سلام کریں تو اس سے بغض کیونکر ہو سکتا ہے؟!

﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دو سلام ہے تم پر تمھارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص جہالت سے کوئی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو یقیناً وہ بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ (الانعام: ۵۴)

یعنی (اے نبی!) اگر تیرے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ آئیں تو انھیں سلام کریں، عمر رضی اللہ عنہ آئیں تو انھیں سلام کریں، عثمان رضی اللہ عنہ آئیں تو انھیں سلام کریں، علی رضی اللہ عنہ آئیں تو انھیں سلام کریں۔ [وما علینا إلا البلاغ]

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

نظر ثانی واصلاح: ابو معاذ
تحریر: حافظ عمار امین بن محمد امین محمدی

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا

۱) مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (استحبابی) حکم ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ ، صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ)) ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ.)) كَرَاهِيَةَ أَن يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو، پھر تیسری مرتبہ فرمایا: جو یہ پڑھنا چاہے، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدشہ کے پیشِ نظر کہی کہ لوگ اسے فرض ہی نہ سمجھ لیں۔ (صحیح البخاری: ۱۱۸۳، ۷۳۶۸، ابن خزیمہ: ۱۲۸۹، سنن ابی داود: ۱۲۸۱، سنن دارقطنی ۱/ ۲۶۵، شرح السنۃ: ۸۹۴، بیہقی ۲/ ۴۷۴)

۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے:

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مغفل المزنی (رضی اللہ عنہ) نے انھیں حدیث سنائی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔

(صحیح ابن حبان: ۱۵۸۶، وسندہ صحیح)

۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع نہیں کیا اور صحابہ کا اس پر بھرپور طریقے سے عمل ثابت ہے۔

چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱: (سیدنا) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سورج غروب ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہوتے تھے، پس نہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں حکم دیتے اور نہ ہمیں منع کرتے۔

(صحیح مسلم: ۸۳۶، سنن ابی داود: ۱۲۸۲)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۲: (سیدنا) انس بن مالک (الانصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن جب اذان کہہ کر فارغ ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ستونوں کی طرف جلدی کرتے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے اور صحابہ اُسی طرح مغرب سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھ رہے ہوتے تھے، جبکہ اذان و اقامت میں اتنا زیادہ وقفہ نہیں ہوتا تھا۔

(صحیح ابن حبان: ۱۵۸۷، وسندہ صحیح)

اب عرض یہ ہے کہ حدیث کی تین قسمیں ہیں: قولی، فعلی اور تقریری۔

قولی سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم، فعلی سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے اور تقریری سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بھی عمل کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہو۔

اب گزشتہ سطور میں الحمدللہ دلائل کے ساتھ حدیث کی تینوں اقسام کے ذریعے سے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی یہ دو رکعتیں نماز سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دو رکعت نماز پڑھی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحابہ کو منع نہیں کیا۔

اب اس تحریر کو پڑھنے والا ہر شخص خود فیصلہ کرے کہ جو عمل حدیث کی تمام قسموں سے ثابت ہو، کیا وہ بدعت ہو سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں) کبھی نہیں۔

لہٰذا جو شخص اس عمل کو بدعت کہتا ہے تو یہ بات دین کے متعلق اس کے جاہل ہونے کی واضح دلیل ہے اور یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس شخص کو بدعت کی تعریف بھی نہیں آتی۔

الحمدللہ ہم اہل الحدیث کا امتیاز ہے کہ ہمارا ہر عمل قرآن وحدیث (ادلۂ شرعیہ) سے ثابت ہے اور اس کے دلائل ہمارے پاس موجود ہیں۔

دنیا کا کوئی بھی شخص جو اہل الحدیث نہیں وہ قطعی طور پر اپنا ہر عمل اس حوالے سے قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کرسکتا۔

(۱۲/ستمبر ۲۰۱۱ء)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ زبیر علی زئی

سوالات کے جوابات شریعت کی روشنی میں

صبح کی سنتیں پڑھنے کے بعد تحیۃ المسجد؟

سوال ایک شخص صبح گھر میں نفل پڑھ کر مسجد میں آئے اور نماز باجماعت میں پندرہ بیس منٹ باقی ہوں تو کیا وہ تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ حدیث مبارک سے حوالہ دیں۔ (بشیر احمد، مقام حیات سرگودھا)

الجواب ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "**كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا طلع الفجر لا يصلّي إلا ركعتين خفيفتين.**"

جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے مگر صرف دو ہلکی رکعتیں۔

(صحیح مسلم: ۷۲۳، ترقیم دارالسلام: ۱۶۷۸، باب استحباب ركعتي سنة الفجر ...)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طلوعِ فجر کے بعد صرف دو سنتیں پڑھنی چاہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "**وهو ما أجمع عليه أهل العلم، كرهوا أن يصلي الرجل بعد طلوع الفجر إلا ركعتي الفجر.**"

اور اس پر (امام ترمذی کے زمانے میں) اہلِ علم کا اجماع ہے، وہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں کہ آدمی طلوعِ فجر کے بعد کوئی نماز پڑھے سوائے صبح کی دو رکعتوں کے۔

(سنن الترمذی: ۴۱۹ باب ماجاء لاصلوٰة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين)

کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام میں سے کسی صحابی نے صبح کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد مسجد میں آکر دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھی ہوں۔

یاد رہے کہ قولِ راجح میں تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں سنت ہیں، واجب یا فرض نہیں ہیں۔

(۲۹/ فروری ۲۰۱۲ء جامعہ امام بخاری، مقام حیات سرگودھا)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو فرض نماز کے بعد پڑھ لیں

سوال اگر کوئی شخص صبح کے وقت مسجد میں آئے اور فرض نماز جاری ہو تو وہ فرض سے پہلے والی دو رکعتیں (سنتیں) کب پڑھے؟ حدیث مبارک سے حوالہ دیں۔

(بشیر احمد، مقام حیات سرگودھا)

الجواب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**إذا أقيمت الصلوٰة فلا صلوٰة إلا المكتوبة .**)) جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۷ ح ۷۱۰)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ سیدنا قیس بن قہد رضی اللہ عنہ (صحابی) نے صبح کے فرضوں کے بعد (اسی وقت) دو رکعتیں (سنتیں) پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ انھیں دیکھ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اس بارے میں ان پر کوئی انکار نہیں کیا۔ دیکھئے صحیح ابن حبان (ح ۱۵۶۳، ۲۴۷۱) صحیح ابن خزیمہ (ج ۲ ص ۱۶۴ ح ۱۱۱۶) مستدرک الحاکم (ج ۱ ص ۲۷۴۔۲۷۵ ح ۱۰۱۷) وقال: "**صحيح على شرطهما**" **ووافقه الذهبي .**

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی چاروں نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا اس پر حافظ ابن عبدالبر کی جرح جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

(دیکھئے میری کتاب: ہدیۃ المسلمین ص ۵۸ ح ۲۴)

یاد رہے کہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد صبح کی دو سنتیں پڑھنے والی روایت قتادہ ثقہ مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لہٰذا درج بالا صحیح حدیث کی رُو سے فرض نماز کے فوراً بعد صبح کی دو سنتیں پڑھ لینی چاہئیں۔

(۲۹/ فروری ۲۰۱۲ء جامعہ امام بخاری، مقام حیات سرگودھا)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

اجماع کسے کہتے ہیں؟

سوال اجماع کسے کہتے ہیں؟ قرآن وسنت سے دلیل دیں۔

(بشیر احمد، مقام حیات سرگودھا)

الجواب اجماع اتفاق کو کہتے ہیں، جیسا کہ لغت کی مشہور کتاب القاموس الوحید میں لکھا ہوا ہے: ''اتفاق رائے (عوام یا خواص کا) کسی مسئلے پر ایسا اتفاق ہونا جسے اس کی صحت کی دلیل سمجھا جائے۔ فقہائے اسلام اجماع اس اتفاق رائے کو کہتے ہیں جو کسی دینی معاملہ میں کسی زمانہ کے مجتہدین کی جانب سے ہو اور وہ اسلامی قانون سازی کی چار بنیادوں میں ایک سمجھا جاتا ہے۔ یعنی کتاب، سنت، قیاس، اجماع'' (ص ۲۸۰)

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ میری اُمت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (اجماع) پر ہے۔ (المستدرک ج ۱ ص ۱۱۶ ح ۳۹۹ وسندہ صحیح)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اُمت کا اتفاق یعنی اجماع حجت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (شمارہ نمبر ۹۱ دسمبر ۲۰۱۱ء) اور میری کتاب اضواء المصابیح (ج ۱ ص ۲۳۴ ح ۱۷۳)

یاد رہے کہ **کل بدعة ضلالة** اور **کل ضلالة فی النار** وغیرہما دلائل کی رُو سے بدعتیوں اور گمراہوں کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ اجماع کے مقابلے میں ایسے تمام لوگوں کی بات غلط ومردود ہوتی ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اجماع کے لئے تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں کا متفق ہونا ضروری ہے اور اگر جس زمانے کے اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے، اگر اس دور میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان بھی اس کا مخالف ہو تو پھر اجماع کا دعویٰ غلط ہے۔

(۲۹/ فروری ۲۰۱۲ء جامعہ امام بخاری، مقام حیات سرگودھا)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ زبیر علیزئی

رب نواز دیوبندی اور امکانِ کذب باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں آلِ دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ امکانِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ (دیکھئے تالیفاتِ رشیدیہ ص ۹۸، علمی مقالات ج ۴ ص ۴۲۷)

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

''پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو **علی کل شیٔ قدیر**'' (تالیفاتِ رشیدیہ ص ۹۹)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک، اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

اس عقیدے کے بارے میں حاجی امداد اللہ ''مہاجر'' مکی صاحب نے صاف لکھا ہے:

''براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہوسکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ۔'' (تالیفاتِ رشیدیہ ص ۹۸)

اہلِ حدیث اور آلِ دیوبند کے نزدیک ادلۂ شرعیہ چار ہیں:

۱: قرآن مجید

۲: احادیث (صحیحہ مرفوعہ)

۳: اجماعِ اُمت (اجماعِ مجتہدین)

۴: اجتہاد

اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد سے مراد آثارِ سلف صالحین، مصالح مرسلہ، اولیٰ وغیر اولیٰ، مفہوم، صحیح قیاس اور اجتہادِ علمائے حق ہے، لیکن آلِ دیوبند کے نزدیک اجتہاد سے صرف امام ابوحنیفہ کا اجتہاد مراد ہے، جیسا کہ محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے:

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قایم کرنا بعید از عقل ہے''

(ایضاح الادلہ طبع مطبع قاسمی دیوبند ص ۲۷۶، جدید نسخہ محرفہ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۸۹)

مناظر احسن گیلانی دیوبندی نے محمود حسن دیوبندی سے نقل کیا کہ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے (مولانا) محمد حسین بٹالوی (رحمہ اللہ) سے کہا تھا:

''دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابو حنیفہ ہوں، اس لئے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطورِ معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہئے۔ یہ بات مجھ پر حجت نہ ہوگی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ فرمایا ہے، میں اُن کا مقلد نہیں۔'' (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲)

ان اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ آلِ دیوبند اور اُن کے ہمنواؤں کا امکانِ کذب باری تعالیٰ والا عقیدہ:

۱: نہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے۔

۲: نہ حدیث سے ثابت ہے۔

۳: اور نہ اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

۴: نہ تو یہ عقیدہ خیر القرون کے آثارِ سلف صالحین سے ثابت ہے اور نہ اجتہادِ ابی حنیفہ سے ثابت ہے۔

اپنے آپ کو ''مفتی'' کہلوانے کی کوشش کرنے والے رب نواز دیوبندی نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کے دیوبندی عقیدے کی تائید میں حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ کا توحید الرحمٰن نامی کتاب سے حوالہ پیش کیا ہے، جس سے استدلال چار وجہ سے غلط ہے:

۱: یہ کتاب (توحید الرحمٰن) حافظ عبداللہ روپڑی کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بہت بعد سن ۲۰۱۱ء میں پہلی دفعہ چھپی اور روپڑی صاحب کو اس کی تصویب (تصحیح) وتسوید کا موقع نہ مل سکا۔ (دیکھئے توحید الرحمٰن صفحہ ۱)

لہٰذا روپڑی صاحب اس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔

۲: یہ عبارت شاذ ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۳: یہ عبارت غیر مفتی بہا ہے۔

۴: یہ عقیدہ (امکانِ کذب باری تعالیٰ) توہین ہے، لہٰذا قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود ہے۔ عقیدے کے اہم مسئلے میں رب نواز دیوبندی جیسے غالی مقلد بھی اپنے مزعوم امام کی تقلید کا دعویٰ نہیں کرتے، لہٰذا عقیدے کے مسئلے میں اہلِ حدیث کے خلاف چودھویں پندرھویں صدی کے ایک عالم کا مشکوک قول کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے؟

☆ ایک شاذ و مردود روایت کی بنیاد پر آلِ دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ہمارے نبی ﷺ (خاتم النبیین) جیسے نبی (خاتم النبیین) ہیں۔!

اس دیوبندی عقیدے کی وجہ سے ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کی فضیلت اور ختمِ نبوت پر سخت زد پڑتی ہے، لہٰذا راقم الحروف نے اس دیوبندی عقیدے کو غلط اور گندا عقیدہ قرار دیا ہے۔

اس غلط اور گندے عقیدے کے علاوہ دوسرے دو عقیدے درج ذیل ہیں:

۱: اللہ کو قدرت نہیں کہ نبی ﷺ جیسا پیدا کر سکے۔

۲: اللہ تعالیٰ کو قدرت تو ہے، لیکن وہ نبی ﷺ جیسا پیدا نہیں کرے گا۔

آلِ دیوبند کے نزدیک بھی قابلِ احترام میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے ان دو عقیدوں میں سے پہلے عقیدے کو گمراہی اور بدعت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۳)

راقم الحروف نے جس امکانِ نظیرِ مصطفیٰ ﷺ کو غلط اور گندا قرار دیا ہے، وہ ان دو عقیدوں کے علاوہ تیسرا عقیدہ ہے، جسے اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

میاں صاحب کی عبارت میرے خلاف نہیں، لہٰذا رب نواز دیوبندی کا اسے پیش کر کے بغلیں بجانا غلط ہے۔

آلِ دیوبند کے پسندیدہ وحید الزمان (غیر اہلِ حدیث) کا اہلِ حدیث کے خلاف ہر حوالہ غلط ہے۔ آخر میں رب نواز دیوبندی اور آلِ دیوبند سے مطالبہ ہے کہ مرنے سے پہلے امکانِ کذب اور امکانِ نظیر کے باطل و مردود عقیدوں سے توبہ کر لیں، ورنہ یاد رکھیں کہ رب تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ (۱۴/ مارچ ۲۰۱۲ء)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خادم حسین پردیسی، جدہ سعودی عرب

اسلام کا شعار اور دعا.... السلام علیکم

دینِ اسلام نے مسلمانوں کو آپس میں سلام کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور سلام کرنا مسلمان بھائی کا حق ہے۔ سلام سے آپس میں محبت بڑھتی ہے، تعلق وادب پیدا ہوتا ہے، سلام میں سبقت کرنے سے اللہ تعالیٰ دکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔

تکبر وغرور کا مادہ زائل ہوتا ہے، مساوات ورواداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ سلام کہنے والے سے خوش ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر سلام کہنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ﴾

اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ (النور:٦١)

نیز فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں (گھر والوں) سے اجازت لئے اور ان کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو، یہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور ہم یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ تم یاد رکھو۔ (النور:٢٧)

اسی طرح کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے السلام علیکم کہنا چاہیئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ﴾

اور جب آپ کے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو انھیں

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سلام علیکم کہا کیجئے۔ (الانعام:۵۴)

آیتِ مبارکہ میں امتِ مسلمہ کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب بھی اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ملے تو السلام علیکم کہے اور اس طرح سلام کرنا باہمی الفت ومحبت کو بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

فرشتے بھی ''سلام علیکم'' کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

(متقی لوگوں کی جزا یہ ہے کہ)جب فرشتے ان کی جانیں قبض کرنے لگتے ہیں اور وہ (کفروشرک سے) پاک ہوتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (النحل:۳۲)

جنتیوں کا استقبال بھی انھی کلمات کے ساتھ ہوگا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾

متقی لوگوں کو گروہ درگروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ سلام علیکم ، بہت اچھے رہے اب اس (جنت) میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوجاؤ۔ (سورۃ الزمر:۷۳)

جنت میں اہل جنت بھی ایک دوسرے کا استقبال انھی کلمات کے ساتھ کریں گے اور ''سلام،سلام'' کی صدا ان کی زبان پر عام ہوگی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴾

(جنتی لوگ)وہاں بیہودہ اور گناہ کی بات نہ سنیں گے، ہاں ان کا کلام،سلام سلام (ہوگا)۔

(سورۃ الواقعۃ: ۲۵، ۲۶)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ '' السلام علیکم'' مسلمانوں کے لئے بہترین دعا اور بہترین تحفہ ہے۔قرآنِ مجید کے علاوہ سنتِ نبوی میں بھی مسلمانوں کوسلام کہنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔ذیل میں چنداحادیث درج کی جاتی ہیں:

۱۔ عن عبداللّٰہ بن عمرو أن رجلاً سأل رسول اللّٰہ ﷺ: أيّ الإسلام خیر؟ قال :((تطعم الطعام وتقرئ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سی خصلت اسلام میں بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر واقف وناواقف کوالسلام علیکم کہنا۔ (صحیح بخاری:۶۲۳۶وصحیح مسلم:۶۳/۳۹ االمشکوٰۃ:۴۶۲۹)

۲۔ عن أبي ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ :((للمؤمن علی المؤمن ست خصالٍ:یعودہٗ إذا مرض ویشھدہٗ إذا مات و یجیبہٗ إذا دعاہ ویسلم علیہ إذا لقیہ ویشمتہٗ إذا عطس وینصح لہ إذا غاب أو شھد))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حقوق ہیں۔(۱) جب بیمار ہوتو اس کی عیادت کرے(۲) جب فوت ہوجائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہو(۳) جب دعوت دےتو اس کی دعوت قبول کرے(۴) جب اس سے ملے تو سلام کہے(۵) جب وہ چھینکے تو چھینک کا جواب دےاور(۶) اس کی خیرخواہی کرے چاہے وہ حاضر ہو یا غائب۔

(المشکوٰۃ:۴۶۳۰،سنن النسائی۴/۵۳ح۱۹۴۰،سنن الترمذی:۲۷۳۷وقال:" ھذا حدیث صحیح " وسندہ حسن)

۳۔ عن أبي ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ :((خلق اللّٰہ ادم علٰی صورتہ طولہ ستون ذراعًا فلما خلقہ قال:اذھب فسلم علٰی أولٰئك النفر وھم نفر من الملٰئکۃ جلوس ، فاستمع مایجیبونك فإنھا تحیتك وتحیۃ ذریتك فذھب فقال:السلام علیکم فقالوا:السلام علیك ورحمۃ اللّٰہ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

پیدا کیا تو انھیں فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیج کر فرمایا: ان کو سلام کیجئے اور وہ جو جواب دیں وہ آپ کا اور آپ کی اولاد کا تحفہ ہے، چنانچہ آدم علیہ السلام نے انھیں السلام علیکم کہا تو انھوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ (البخاری:۶۲۲۷ ومسلم:۲۸۴۱/۲۸ والمشکوٰۃ:۴۶۲۸)

۴۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((لا تدخلون الجنة حتٰى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتٰى تحابّوا، أو لا أدلكم علٰى شيءٍ إذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہ ہوسکو گے جب تک تم ایمان نہ لے آؤ، اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمھیں ایک ایسا کام نہ بتلاؤں جب تم اسے کرو گے تو تم میں باہمی محبت پیدا ہوگی؟ یہ کام ایک دوسرے کو سلام کہنا ہے۔ (صحیح مسلم:۵۴/۹۳۰، المشکوٰۃ:۴۶۳۱)

۵۔ عن أبي أمامة قال قال رسول الله ﷺ: ((إن أولى الناس بالله من بدأ بالسلام))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(المشکوٰۃ:۴۶۴۶، مسند احمد ۲۵۴/۵، سنن الترمذی:۲۶۹۴ وقال: ''ھٰذا حدیث حسن''، سنن ابی داود:۵۱۹۷ وسندہ صحیح)

۶۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو (پہلے) سلام کہے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور تعداد میں تھوڑے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔ (صحیح بخاری:۶۲۳۲ وصحیح مسلم ۲۱۶۰/۱ والمشکوٰۃ:۴۶۳۲)

۷۔ ''عن أنس قال: أن رسول الله ﷺ مر علٰى غلمان فسلم عليهم''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر بچوں پر ہوا تو آپ ﷺ نے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انھیں سلام کہا۔(صحیح بخاری: ۶۲۴۷ وصحیح مسلم: ۱۴/ ۲۱۶۸ والمشکوٰۃ: ۴۶۳۴)

۸۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: ((إذا سلم عليكم اليهود فإنما يقول أحدهم: السام عليكم فقل: وعليك))

سیدنا عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہود تمھیں سلام کہیں تو وہ ''السام علیکم'' (تم پر موت آئے) کہتے ہیں، لہٰذا جواباً ان سے کہو: ''وعليك'' یعنی تم پر بھی۔ (صحیح بخاری: ۶۲۵۷ وصحیح مسلم: ۸/ ۲۱۶۴ والمشکوٰۃ: ۴۶۳۶)

سلام کے سلسلے میں بکثرت احادیث کتبِ حدیث میں مروی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ دینِ اسلام کے اس بہترین تحفہ اور دعا کی قدر کرتے ہوئے اسے باہم خوب پھیلائیں اور اس کی برکتوں سے مستفید ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا میں چہرے پر ہاتھ پھیرنا

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: '' حدثنا إبراهيم بن المنذر قال: حدثنا محمد بن فليح قال: أخبرني أبي عن أبي نعيم، وهو وهب، قال: رأيت ابن عمر وابن الزبير يدعوان يديران بالراحتين على الوجه ''

ابونعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ دونوں دعا کرتے تھے (پھر) اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔ (الادب المفرد للبخاری ص ۲۱۴، ح ۶۰۹، باب ۲۷۶)

اس روایت کی سند حسن ہے اور اس پر بعض لوگوں کی جرح مردود ہے۔

روایتِ مذکورہ میں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

(ہدیۃ المسلمین ص ۵۴ ح ۲۲)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ زبیر علیزئی

انوار السنن فی تحقیق آثار السنن

[انوار السنن فی تحقیق آثار السنن فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی وہ تصنیف لطیف ہے جس میں انھوں نے آثار السنن للنیموی کا ترجمہ وتحقیق کی ہے اور بہترین طرز میں حدیث اور محدثین کرام کا دفاع کیا ہے۔ قارئین آگاہ رہیں کہ آثار السنن خالص تقلیدی مسلک کے پرچار اور دفاع کے لئے لکھی گئی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس کی تالیف میں بہت سے مقامات پر خلط مبحث، تصحیحِ ضعیف، تضعیفِ صحیح اور قیل وقال کے ذریعے سے سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن استاذ محترم حفظہ اللہ نے عمیق تحقیق وتنقید کے ذریعے سے تمام نیموی مغالطات و مذکورہ چیزوں کا جواب دیا اور احقاقِ حق وابطالِ باطل کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

نیموی صاحب نے جن ضعیف ومردود روایات وآثار سے استدلال کیا تھا، ان کا ضعف مع دلیل واضح کر دیا۔ نیز جن صحیح احادیث وآثار کو نیموی صاحب نے چھپا لیا تھا، انھیں باحوالہ وتصحیح درج کر کے تقلیدی بیت العنکبوت کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ خیرا

اب اسے (انوار السنن کو) افادۂ عام کے لئے قسط وار ماہنامہ ضرب حق سرگودھا میں شائع کیا جا رہا ہے۔/ حافظ ندیم ظہیر]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدك يا من جعل صدورنا مشكاة لمصابيح الأنوار . ونوّر قلوبنا بنور معرفة معاني الآثار . ونصلي ونسلم على حبيبك المجتبى المختار ورسولك المبعوث بصحاح الأخبار وعلى آله الأخيار وأصحابه الكبار ومتبعيهم الذين اختاروا سنن الهدى واستمسكوا بأحاديث سيد الأبرار . أما بعد: فيقول الخادم للحديث النبوي محمد

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ابـن عـلـى الـنيـمـوي: إن هذه نبذة من الأحاديث وجملة من الروايات والأخبار انتخبتها من الصحاح والسنن والمعاجم والمسانيد وعزوتها إلى مـن أخـرجهـا وأعرضت عن الاطالة بذكر الأسانيد وبينت أحوال الـروايـات التي ليست في الـصحيحين بالطريق الحسن وسميت هذا الـكتـاب مستـخيـرًا بـالـلّٰـه تعالٰى بآثار السنن، أساله أن يجعله خالصًا لوجهه الكريم ووسيلة إلى لقائه في جنات النعيم .

آثارالسنن: (صاحبِ آثارالسنن: محمد بن علی النیموی نے کہا:)

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو رحمٰن (اور) رحیم ہے۔

ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے وہ ذات! جس نے ہمارے سینوں کو روشنیوں کے چراغوں کے لئے طاق بنایا اور ہمارے دلوں کو معانیِ آثار کی معرفت کے نور سے منور فرمایا۔ ہم تیرے چُنے ہوئے منتخب محبوب اور تیرے رسول (ﷺ) پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں، جنھیں تُو نے اخبارِ صحیحہ (سچی پیش گوئیوں) کے ساتھ بھیجا اور آپ کی نیک آل، صحابۂ کبار اور اُن کے متبعین پر (رحمت کی دعائیں بھیجتے ہیں) جنھوں نے ہدایت والے راستوں کو اختیار کیا اور سید الابرار (ﷺ) کی احادیث کو مضبوطی سے پکڑا۔ امابعد:

حدیثِ نبوی کا خادم محمد بن علی النیموی کہتا ہے کہ یہ (آثارالسنن) احادیث وآثار کا کچھ نمونہ اور روایات واخبار کا ایک مجموعہ ہے جسے میں نے کتبِ صحاح، کتبِ سنن، کتبِ معاجم اور کتبِ مسانید سے چنا ہے۔ میں نے (ہر) حدیث کی نسبت اس (محدّث) کی طرف کردی ہے جس نے اسے (سند کے ساتھ) روایت کیا ہے اور میں نے (ہر روایت کے ساتھ) سندیں ذکر کرنے کی طوالت سے اعراض کیا ہے۔

جو روایات صحیحین میں نہیں ہیں، میں نے اچھے طریقے سے اُن کے حالات بیان کر دیئے ہیں اور میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ استخارہ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام آثارالسنن رکھا ہے، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے خالص اپنے کریم چہرے کے لئے قبول

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

فرمائے اور جناتِ نعیم میں (میرے لئے) اپنی ملاقات کا وسیلہ بنا دے۔

انوار السنن: (حافظ زبیر علی زئی نے کہا:)

محمد ظہیر احسن شوق نیموی بن سبحان علی صاحب ۴/ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۸ھ کو نیمی (عظیم آباد) ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ۱۷/ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ بروز جمعہ عظیم آباد کے شہر میں فوت ہوئے۔ نیموی کے اساتذہ میں سے (متعدد کتابوں کے مصنف) عبدالحیٔ لکھنوی اور (مشہور صوفی) فضل الرحمٰن مراد آبادی بہت زیادہ مشہور ہیں۔

نیموی صاحب کی چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

اوشحۃ الجید فی بیان التقلید، جلاء العینین فی ترک رفع الیدین، حبل المتین فی الاخفاء بآمین اور یہ کتاب آثار السنن۔

نیموی صاحب نے احادیث کی کیا خدمت کی ہے؟ اس کا مشاہدہ آپ انوار السنن میں کریں گے (ان شاء اللہ) نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (ج ۲ ص ۳۸۱۔۳۹۷) فی الحال آثار السنن کے بارے میں نیموی صاحب کا ایک خواب اور اس کا تجزیہ پڑھ لیں:

آثار السنن کے اس مقدمے کے حاشیے (التعلیق الحسن) میں نیموی صاحب نے لکھا ہے:

''إني رأيت ذات ليلة في المنام أني أحمل فوق رأسي جنازة النبي عليه الصلوٰة والسلام فعبرت هذه الرؤيا الصالحة بأن أكون حاملاً لعلمه إن شاء الله العلام '' میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں اپنے سر پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ لے کر جا رہا ہوں، پھر میں نے اس رویائے صالحہ (نیک خواب) کی یہ تعبیر کی کہ ان شاء اللہ العلام میں آپ کے علم کا حامل (اُٹھانے والا) بنوں گا۔

(ص ۱۱، مطبوعہ مکتبۃ حسینیہ قذافی روڈ گرجاکھ، گوجرانوالہ)

عرض ہے کہ نیموی صاحب نے اپنی تعبیر کی دلیل بیان نہیں کی اور عین ممکن ہے کہ اس خواب کے ذریعے سے انھیں پیشگی تنبیہ کی گئی ہو کہ ایسی کتاب کی تصنیف سے باز آجاؤ جس

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

میں تاویلات فاسدہ، ضعیف روایات کو صحیح اور صحیح روایات کو ضعیف قرار دے کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا جنازہ نکالا گیا ہے۔

نیموی وغیرہ کے ممدوح صوفی عبدالغنی النابلسی نے لکھا ہے:

''و من رأى أنه حمل جنازة :أصاب مالاً حرامًا ''جس نے (خواب میں) دیکھا کہ اس نے جنازہ اُٹھایا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے:) اُسے حرام مال ملے گا۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام ص ۱۳۱ رقم ۵۶۶)

نابلسی صاحب کی اس تعبیر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ خواب بطورِ تنبیہ اور وارننگ تھا مگر نیموی صاحب اس کا اُلٹا مفہوم نکال کر خوش فہمی کا شکار رہے اور لوگوں کو مغالطوں میں مبتلا کرتے رہے۔

تنبیہ: ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے آثار السنن کے بعض حصے کا رد ابکار المنن کے نام سے عربی زبان میں لکھا تھا جو کہ مطبوع ہے۔ والحمدللہ

كتاب الطهارة

پانی کا بیان

۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ :

لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه.

رواه الجماعة.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اُس پانی میں جو رُکا ہوا ہو، جاری نہ ہو، ہرگز پیشاب نہ کرے، پھر وہ اُس سے غسل کرتا ہے۔

اسے ایک جماعت (بخاری: ۲۳۹، مسلم : ۲۸۲، ابو داود: ۶۹، ترمذی : ۶۸، نسائی ۱/۱۳۰ ح ۲۳۹، ابن ماجہ: ۳۴۴، احمد بن حنبل ۲/۲۵۹) نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: جماعت سے یہاں مراد بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور احمد بن

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حنبل رحمہم اللہ ہیں۔ (دیکھئے حاشیہ آثار السنن قبل ح ۱)

۲) وعن جابر رضي اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه ﷺ أنه نهى أن يبال في الماء الراكد. رواه مسلم.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے مسلم (۲۸۱) نے روایت کیا ہے۔

انوار السنن: اس حدیث اور دیگر دلائل سے معلوم ہوا کہ جاری پانی مثلاً نہریں وغیرہ (جو قُلتین سے زیادہ ہوتا ہے) میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، اِلا یہ کہ نجاست گرنے سے پانی کا رنگ، ذائقہ یا بُو بدل جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے اور اسی پر اجماع ہے۔ دیکھئے الاجماع لابن المنذر (ص ۳۳ نص ۱۱۔۱۲)

ان دونوں حدیثوں سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں مثلاً:

۱: آدمی کا پیشاب نجس ہے، لہٰذا برتن میں پیشاب کر کے رُکے ہوئے پانی میں ڈالنا بھی جائز نہیں ہے۔

۲: شبہات والی چیزوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

۳: شریعت کے ہر مسئلے میں مفادِ عامہ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

۴: غسل (اور وضو) کے لئے پاک پانی کا ہونا شرط ہے۔

۵: نبی کریم ﷺ رحمت للعالمین ہیں۔

۶: رُکا ہوا پانی (اگر دو قلوں سے کم) ہو تو تھوڑی سی نجاست گرنے سے بھی نجس ہو جاتا ہے۔

۷: اس حدیث کے عموم کی تخصیص قلتین والی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

دیکھئے حدیث نمبر: ۵

۸: جب رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے تو پاخانہ کرنا بطریق اولیٰ منع ہے، کیونکہ پاخانہ پیشاب سے زیادہ مستخبث اور نجس ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

۹: علت کو مدِنظر رکھ کر قیاس کرنا جائز ہے، بشرطیکہ نصِ صریح اور فہمِ سلف صالحین کے خلاف نہ ہو۔

۱۰: پانی پر قیاس کرتے ہوئے ہر مائع (سیال) چیز تھوڑی سی نجاست گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتی ہے، بشرطیکہ دو قلوں (قلتین) سے کم ہو۔

۳) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: **إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا**. رواه الشيخان.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو اُس (برتن) کو سات دفعہ دھوئیں۔

اسے شیخین (بخاری:۱۷۲، اور مسلم:۲۷۹) نے روایت کیا ہے۔

انوارالسنن: معلوم ہوا کہ کُتے کا لعاب نجس ہے۔ نیز دیکھئے حدیث نمبر:۱۷۔۲۰،

۴) وعنه قال: جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله! إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء، فإن توضأنا به عطشنا، أفنتوضأ من ماء البحر؟ فقال رسول الله ﷺ: **هو الطهور ماءه والحل ميتته**. رواه مالك وآخرون وإسناده صحيح.

اور انھیں (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو اُس نے کہا: یا رسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (وزن کی وجہ سے) تھوڑا سا پانی لے کر جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جاتے ہیں، لہٰذا کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس (سمندر) کا پانی پاک ہے اور اس (سمندر) کا مردار حلال ہے۔

اسے مالک (الموطأ روایۃ یحییٰ ۱/۲۲ ح ۴۰، روایۃ ابن القاسم: ۲۷۲) اور دوسروں (مثلاً ابوداود: ۸۳، ترمذی: ۶۹ وقال: حسن صحیح، نسائی ۱/۱۷۶ ح ۳۳۳، ابن ماجہ: ۳۸۶ وغیرہم) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انوار السنن: سمندر کا پانی پاک ہے، لہٰذا اس سے وضو کرنا، نہانا اور صاف کر کے پینا جائز ہے۔ سمندر کے مردار سے مراد مچھلی ہے جسے سمندر (اور دریا وغیرہ) سے پکڑ کر نکالا جاتا ہے اور پھر بغیر ذبح کے اسے کھایا جاتا ہے۔ اگر سمندر (اور پانی) میں مچھلی خود بخود یا حادثے سے مر جائے تو اس حدیث کی رُو سے وہ بھی حلال ہے۔ سریۃ العنبر والی حدیث بھی اس کے حلال ہونے کی صریح دلیل ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (۲۴۸۳، ۵۴۹۳، ۵۴۹۴) اور صحیح مسلم (۱۹۳۵)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الطافی (پانی میں مری ہوئی مچھلی) حلال ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۵۴۹۳) اور سنن الدار قطنی (۲۷۰/۴ ح ۴۶۷۹ من فعل الصدیق رضی اللہ عنہ وسندہ حسن)

تنبیہ: اس حدیث کو امام بخاری (صحیح بخاری کے علاوہ) نے اور ابن خزیمہ، ابن حبان اور دوسرے محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، بعض نے اس پر جرح کی ہے جو کہ غیر قادح ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

اس حدیث کے تفقہ اور فقہ الحدیث کے لئے دیکھئے میری کتاب الاتحاف الباسم فی تحقیق الموطأ روایۃ عبدالرحمٰن بن القاسم (۲۷۲) والحمد للہ

۵) وعن عبدالله بن عمر رضي الله عنه قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه من الدواب والسباع؟ فقال: **إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث**. رواه الخمسة وآخرون وهو حديث معلول.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی اور اس پر جانوروں اور درندوں کے بار بار آنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر پانی قلتین (دو قلے) ہو تو نجس نہیں ہوتا۔

اسے پانچ محدثین (ابوداود: ۶۳، ترمذی: ۶۷، نسائی ۴۶/۱ ح ۵۲، ابن ماجہ: ۵۱۷ اور احمد ۱۲/۱) اور دوسروں نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث معلول (یعنی ضعیف) ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انوارالسنن: اس حدیث کو جمہور محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا نیموی صاحب کا جمہور کی مخالفت میں اسے معلول و مضطرب قرار دینا غلط ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے ابکار المنن (ص ۱۳)

اس حدیث کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اُن کے دونوں بیٹوں عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر نے روایت کیا ہے، ان دونوں سے اسے محمد بن جعفر بن الزبیر اور محمد بن عباد بن جعفر نے روایت کیا ہے اور یہ سب ثقہ ہیں، لہٰذا سند میں بعض راویوں کا اختلاف چنداں مضر نہیں، بلکہ یہ ثقہ سے ثقہ کی طرف منتقل ہونا ہے جو کہ ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہوتا، نیز اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں مثلاً دیکھئے سنن ابی داود (۶۵ وسندہ حسن) ابوداود والی روایت مذکورہ کے بارے میں اسماء الرجال کے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''**فالحدیث جید الإسناد**'' پس اس حدیث کی سند اچھی ہے۔

(تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری ۴/۴۰)

نیموی صاحب نے امام ابن معین کے اس قول کو عجیب قرار دیا ہے، حالانکہ نیموی صاحب کا اپنا قول بہت ہی عجیب و غریب ہے۔

تنبیہ: قلے سے مراد مٹکا ہے، جیسا کہ کتبِ لغت اور آنے والی موقوف روایت (ح ۶) سے ثابت ہے۔ ہجر علاقے کے قلے عربوں میں مشہور تھے، ان قلوں کا ذکر بعض احادیث میں آیا ہے۔

اس حدیث کے حاشیے میں نیموی صاحب نے روایات پیش کی ہیں جن کی مختصر تحقیق درج ذیل ہے:

ایک میں محمد بن عمر الواقدی کذاب متروک ہے۔ دوسری میں ابن ابی ذئب کا استاد رجل مجہول ہے۔ تیسری میں ابوسفیان طریف بن شہاب السعدی ضعیف ہے۔ چوتھی میں ابن لہیعہ مدلس ہیں، لہٰذا کتاب المعرفۃ والی سند ضعیف ہے۔ پانچویں میں سعید بن ابی عروبہ مدلس ہیں اور قتادہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا، نیز جابر الجعفی سخت ضعیف اور

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

رافضی ہے، لہٰذا نیموی کی پیش کردہ تمام روایات مردود ہیں۔

٦) وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه قال : إذا بلغ الماء أربعين قلة لم ينجس . رواه الدارقطني وإسناده صحيح .

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب پانی چالیس قُلّے ہو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔

اسے دارقطنی (۱/۲۷) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند (شبۂ انقطاع کی وجہ سے) ضعیف ہے۔

اگر محمد بن المنکدر رحمہ اللہ (تابعی) کا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہو جائے تو یہ سند صحیح ہے۔

اس موقوف روایت سے ثابت ہوا کہ قلے سے مراد پانی کی چوٹی اور بلند حصہ نہیں، بلکہ عام مٹکے مراد ہیں، کیونکہ ہمارے علم کے مطابق اُمت میں کوئی بھی ایسا نہیں جو یہ شرط لگائے کہ اگر چالیس پہاڑوں کی چوٹیوں جتنا پانی ہوگا تو پھر نجاست کے وقوع سے نجس نہیں ہوگا۔!

حدیثِ مرفوع میں دو قلے آئے ہیں اور اس موقوف روایت میں چالیس، جس سے ظاہر ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث نہیں پہنچی تھی ورنہ آپ ضرور بالضرور حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے۔

٧) وعن ابن عباس رضي الله عنه أن امرأة من أزواج النبي صلى الله عليه وسلم اغتسلت من جنابة فتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم بفضله، فذكرت ذلك له فقال: **إن الماء لا ينجسه شيء.** رواه أحمد وفي إسناده لين .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ایک زوجہ نے غسلِ جنابت کیا پھر اُس (غسل) سے بچے ہوئے پانی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر انھوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: بے شک پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ اسے احمد (۱/۲۳۵، ۲۸۴، ۳۰۸، ابوداود: ٦٨، ترمذی: ٦٥، نسائی ۱/۱۷۳ ح ۳۲٦، اور ابن ماجہ: ۳۷۰) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

انوارالسنن: اس روایت کی سند ضعیف ہے اور ضعف کی وجہ صرف یہ ہے کہ سماک بن حرب کی عکرمہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دیکھئے التعلیق الحسن (ص ۱۷، حدیث نمبر ۶۱ کا حاشیہ ص ۴۳) سیر اعلام النبلاء (۲۴۸/۵) اور نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود (قلمی ۳۷/۱)

اگر سماک بن حرب رحمہ اللہ عکرمہ کے علاوہ دوسروں سے روایت کریں اور ان کا شاگرد اختلاط سے پہلے والا ہو، جیسے شعبہ اور سفیان ثوری وغیرہما تو ان کی حدیث حسن یا صحیح ہوتی ہے۔ دیکھئے میری کتاب ''علمی مقالات'' جلد اول (ص ۴۳۸)

تنبیہ: صحیح مسلم میں آیا ہے کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل فرماتے تھے۔ (ح ۳۲۳، ترقیم دارالسلام: ۷۳۴)

یہ صحیح حدیث نیموی صاحب کی ضعیف روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ والحمد للہ

۸) وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قيل يا رسول الله! أنتوضأ من بئر بضاعة وهي بئر يطرح فيها لحوم الكلاب والحيض والنتن؟ فقال: **الماء طهور لا ينجسه شيء.** رواه الثلاثة وآخرون وصححه أحمد وحسنه الترمذي وضعفه ابن القطان.

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا: یارسول اللہ! کیا ہم بُضاعہ کے کنویں سے وضو کریں اور اس کنویں میں کتوں کے گوشت، حیض کے کپڑے اور بدبودار گندی چیزیں ڈالی جاتی (یعنی گرجاتی) ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ اسے تین محدثین (ابوداود: ۶۶، ترمذی: ۶۶، نسائی ۱۷۴/۱ ح ۳۲۸، اور احمد ۳۱/۳) نے روایت کیا ہے، اسے احمد (بن حنبل) نے صحیح، ترمذی نے حسن اور (متاخرین میں سے) ابن القطان (الفاسی المغربی) نے ضعیف قرار دیا ہے۔

انوارالسنن: اس حدیث کی سند حسن (لذاتہ) ہے۔ ابن رافع راوی حسن الحدیث ہیں، انھیں تصحیح و تحسین کے ذریعے سے ترمذی اور احمد بن حنبل وغیرہما نے ثقہ وصدوق قرار

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دیا، لہٰذا ابن القطان کا اس روایت کو ضعیف کہنا اور حافظ ابن حجر کا تقریب التہذیب میں ابن رافع کو مستور لکھنا مرجوح ہے۔

ابن رافع کے ثقہ وصدوق ثابت ہونے کے بعد اُن کے نام میں بعض اختلاف چنداں مضر نہیں، ورنہ ان بہت سے راویوں کی احادیث کو ضعیف کہنا پڑے گا جن کے نام و نسب میں اختلاف ہے۔ یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت اختلاف ہے جو کہ ذرہ بھی مضر نہیں ہے، لہٰذا یہی حال ابن رافع کے نام ونسب میں اختلاف کا ہے۔ اس حدیث کے بعض شواہد بھی ہیں مثلاً دیکھئے التعلیق الحسن (ص ۲۰) اور ان پر نیموی صاحب نے تجریحی عمل بھی چلایا ہے، لیکن زیلعی حنفی نے ایک روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، اگرچہ اس تصحیح سے نیموی صاحب متفق نہیں ہیں، لیکن نیموی کے مقابلے میں حنفیہ کے نزدیک زیلعی کا جو مقام ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

تنبیہ: بضاعہ کے کنویں میں یہ گندگی اور نجس چیزیں لوگ جان بوجھ کر نہیں ڈالتے تھے بلکہ بارش وغیرہ کی وجہ سے بعض اوقات خود بخود گر جاتی تھیں اور چونکہ یہ کنواں چشمے کی طرح جاری وساری تھا، لہٰذا پانی نجس نہیں ہوتا تھا۔

۹) وعن عطاء: إن حبشيًا وقع في زمزم فمات فأمر ابن الزبير رضي الله عنه فنزح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر فإذا عين تجري من قبل الحجر الأسود، فقال ابن الزبير: حسبكم. رواه الطحاوي وابن أبي شيبة وإسناده صحيح.

عطاء (بن ابی رباح: تابعی) سے روایت ہے کہ زمزم (کے کنویں) میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو (عبداللہ) بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے (پانی نکالنے کا) حکم دیا، پھر (حبشی نکالنے کے بعد) اس کا پانی نکالا گیا تو پانی رُکتا ہی نہیں تھا، پھر دیکھا گیا تو حجر اسود کی طرف سے ایک چشمہ جاری تھا پھر ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تمھارے لئے یہی کافی ہے۔

اسے طحاوی (شرح معانی الآثار ۱/ ۱۷) اور ابن ابی شیبہ (المصنف ۱/ ۱۶۲) نے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند صحیح ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کنویں میں کوئی چیز گر کر مر جائے تو (چیز نکالنے کے بعد اس کے مطابق) پانی نکالنا چاہئے۔

۱۰) وعن محمد بن سيرين: أن زنجيًا وقع في زمزم يعني فمات فأمر به ابن عباس رضي الله عنه فأخرج وأمر بها أن تنزح، قال: فغلبتهم عين جاء تهم من الركن فأمر بها فدست بالقباطى والمطارف حتى نزحوها فلما نزحوها، انفجرت عليهم.

رواه الدارقطني وإسناده صحيح .

اور محمد بن سیرین (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ زمزم (کے کنویں) میں ایک زنگی (حبشی) گر کر مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (پانی نکالنے کا) حکم دیا، پھر اُسے باہر نکالا گیا، اور انھوں نے حکم دیا تو پانی نکالا گیا، پھر ایک چشمہ جو رُکن (حجرِ اسود) کی طرف سے آ رہا تھا، اس نے لوگوں کو بے بس کر دیا تو انھوں نے حکم دیا، پھر اسے سُوتی اور ریشمی کپڑوں کے ساتھ بند کیا گیا حتیٰ کہ لوگوں نے پانی نکال لیا، پھر جب انھوں نے (ان کپڑوں کو) نکالا تو پانی پھوٹ کر بہنے لگا۔

اسے دارقطنی (۱/۳۳) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوارالسنن: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

وجہ ضعف یہ ہے کہ اس کے ایک راوی ہشام بن حسان ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔ دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۳/۱۱۰، ص ۶۵) اور علل الحدیث لابن ابی حاتم (۲/۲۶ ح ۲۲۷۵) اور یہ روایت عن سے ہے۔

ابو حاتم رازی نے ایک روایت کے بارے میں فرمایا: ''**هذا حديث منكر ... لعل هشام بن حسان أخذه من إسماعيل بن مسلم فإنه كان يدلس**''

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

یہ حدیث منکر ہے... ہوسکتا ہے کہ ہشام بن حسان نے اسے اسماعیل بن مسلم (ضعیف راوی) سے لیا ہو، کیونکہ وہ (ہشام بن حسان) تدلیس کرتے تھے۔

(علل الحدیث ۲/۲۶۰ ح ۲۲۷۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ہشام بن حسان کو مدلسین کے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔

نیموی صاحب بذاتِ خود فرماتے ہیں: ''**عنعنة المدلس لا يحتج بها لمظنة التدليس**'' تدلیس کے گمان کی وجہ سے مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی۔

(التعلیق الحسن ص ۱۶۰)

۱۱) وعن ميسرة: أن عليًا رضي الله عنه قال في بئر، وقعت فيها فارة فماتت، قال: ينزح ماؤها. رواه الطحاوى وإسناده حسن .

قال النيموي : وفي الباب آثار عن التابعين .

میسرہ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کے بارے میں، جس میں چوہا گر کر مر جائے، فرمایا: اس کا (سارا) پانی نکالا جائے۔

اسے طحاوی (۱/۱۷) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (۱)

نیموی نے کہا: اس باب میں تابعین کے آثار (بھی) ہیں۔ (۲)

انوار السنن: (۱) اس کی سند حسن ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے سراسر برعکس حنفی حضرات یہ کہتے ہیں کہ

''و إن ماتت فيها فارة أو عصفورة... نزح منها عشرون دلوًا إلٰی ثلاثين بحسب كبر الدلو و صغرها بعد اخراج الفارة ...

فإن ماتت فيها حمامة أو نحوها كالدجاجة و السنور نزح منها ما بين أربعين دلوًا إلٰی ستين''

اور اگر پانی میں چوہا یا چڑیا مر جائے... اس سے بیس تا تیس ڈول نکالے جائیں، ڈول کے بڑا اور چھوٹا ہونے کے حساب سے بشرطیکہ پہلے چوہے کو باہر نکالا جائے...

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اور اگر کبوتری یا اس جیسی کوئی چیز مثلاً مرغی اور بلی مرجائے تو اس میں سے چالیس تا ساٹھ ڈول نکالے جائیں۔ (الھدایۃ ج ا ص ۴۲۔۴۳، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ومالا یجوز بہ)

(۲) اگر کنویں میں مرغی یا اس جیسی چیزیں گر کر مرجائیں تو ان کے بارے میں امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا: اس میں سے ایک ڈول پانی نکالو اور (بعد میں) اس (کنویں والے پانی) سے وضو کرو۔ اگر وہ پھول کر خراب ہو جائے تو اس کنویں میں سے چالیس ڈول نکالو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۲ ح ۱۷۱۶، وسندہ حسن)

مرغی اگر کنویں میں گر جائے تو اس کے بارے میں سلمہ بن کہیل (رحمہ اللہ) نے فرمایا: اس کنویں سے چالیس ڈول پانی نکالیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۶۲ ح ۱۷۱۹، وسندہ حسن)

ماہِ جمادی الاخریٰ واقعات وحوادث کے آئینے میں

- وفات سیدنا ابوبکر الصدیق وخلافت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ۱۳ھ اگست ۶۳۴ء
- جنگ جمل ۳۶ھ دسمبر ۶۵۶ء

نوٹ: دوسرا قول جمادی الاولیٰ کا ہے۔

- وفات امام عبدالرحمٰن بن مہدی (رحمہ اللہ) ۱۹۸ھ جنوری، فروری ۸۱۴ء
- وفات امام بقی بن مخلد ۲۷۶ھ اکتوبر ۸۸۹ء
- وفات امام ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو الدمشقی ۲۸۱ھ اگست ۸۹۴ء
- وفات عبداللہ بن امام احمد بن حنبل ۲۹۰ھ مئی ۹۰۳ء
- وفات امام ابواحمد عبداللہ ابن عدی الجرجانی ۳۶۵ھ فروری ۹۷۵ء
- ارض حجاز سے آگ کا خروج ۶۵۴ھ جولائی ۱۲۵۶ء

(اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص ۱۹۱۔۱۹۴، ملخصاً)

[از قلم: مولانا محمد ارشد کمال حفظہ اللہ]

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ زبیر علی زئی

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوحمزہ انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاری النجاری المدنی رضی اللہ عنہ، نزیل البصرۃ۔

آپ کی والدہ کا نام ام سلیم ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام رضی اللہ عنہا ہے اور سوتیلے والد کا نام سیدنا ابوطلحہ الانصاری زید بن سہل رضی اللہ عنہ ہے۔

ولادت: ہجرت نبویہ سے دس سال پہلے (۳ نبوی)

تلامذہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی، اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص، انس بن سیرین، برید بن ابی مریم، بکر بن عبداللہ المزنی، ثابت البنانی، ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک، حسن بصری، حمید الطّویل، حمید بن ہلال العدوی، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، ابوالعالیہ رفیع الریاحی، زبیر بن عدی، زید بن اسلم، سعید بن جبیر، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، سلیمان بن طرخان التیمی، سماک بن حرب، عامر الشعبی، ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالعزیز بن صہیب، عمرو بن ابی عمرو، قتادہ بن دعامہ، محمد بن سیرین، محمد بن کعب القرظی، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن حبان، مختار بن فلفل، مکحول شامی، نافع ابوغالب الباھلی، نعیم المجمر، ابومجلز لاحق بن حمید، یحییٰ بن ابی کثیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم، رحمہم اللہ اجمعین۔

عورتوں میں سے حفصہ بنت سیرین وغیرہا بھی آپ کی شاگرد تھیں۔ رحمہا اللہ۔

فضائل:

۱: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۲: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.)) اے اللہ! اس کا مال اور اولاد زیادہ کردے اور تو نے اسے جو دیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔ (صحیح بخاری: ۶۳۳۴، صحیح مسلم: ۲۴۸۰، دارالسلام: ۶۳۷۲)

یہ دعا قبول ہوئی اور سو کے قریب آپ کے بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۶)

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں تین دعائیں مانگیں، جن میں سے دو کا اثر میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی آخرت میں امید ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۷)

۴: آپ رسول اللہ ﷺ کے راز دان بھی تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۸۹، صحیح مسلم: ۲۴۸۲، ترقیم دارالسلام: ۶۳۷۸۔۶۳۷۹)

۵: آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دنیا اور آخرت کی ہر دعا فرمائی اور انصار میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس مال نہیں۔ (مسند احمد ۳/ ۱۰۸ ح ۱۲۰۵۳، وھو حدیث صحیح)

حمید الطّویل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت بذریعہ ثابت البنانی ہونے یا اپنے سماع کی وجہ سے صحیح ہوتی ہے۔

۶: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو ''غُلَامٌ لَبِيبٌ'' عقل مند لڑکا کہا۔

(تہذیب الکمال ۱/ ۲۹۲ وھو حدیث صحیح)

۷: ایک روایت سے ثابت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں صغیر السن ہونے کے باوجود موجود تھے اور نبی ﷺ کی خدمت کر رہے تھے۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۱/ ۲۹۳، سیر اعلام النبلاء ۳/ ۳۹۷۔۳۹۸ وغیرہما)

۸: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (کسی خاص دور میں) فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ انس (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔

(مسند علی بن الجعد: ۱۳۶۶، وسندہ صحیح، طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰۔۲۱ وسندہ صحیح)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۹: ایک دفعہ بارش نہیں ہو رہی تھی اور فصلوں کے لئے پانی کی سخت ضرورت تھی، پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی تو فوراً بادل آ گیا اور خوب بارش ہوئی۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ۷/ ۲۱ وسندہ حسن ولہ طریق آخر عندہ ص ۲۱۔۲۲ وسندہ حسن)

اس روایت کو ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ (دلائل النبوۃ للمستغفری ۲/ ۶۴۶۔۶۴۷ ح ۴۶۰ وسندہ حسن)

۱۰: سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ (اپنے سوتیلے بیٹے) کے بارے میں فرمایا: ''غُلَامٌ کَیِّسٌ'' عقل مند لڑکا۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۱۹، وسندہ صحیح)

۱۱: آپ کے انگور سال میں دو دفعہ پھل دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ حسن)

آپ کا باغ ایک سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اس (باغ) میں ریحان (کا پودا) تھا، جس سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (سنن ترمذی: ۳۸۳۳ وقال: ''حسن غریب'' وسندہ صحیح)

۱۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یَا بُنَيَّ'' اے بیٹے!

(طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۳: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے (ایک دور میں) فرمایا: اس وقت میرے علاوہ ایسا کوئی شخص زندہ نہیں جس نے دو قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی ہو۔

(طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۴: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ہر رات (خواب میں) اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا ہوں۔'' پھر آپ رونے لگے۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰ وسندہ صحیح)

۱۵: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: کوئی تیاری نہیں کی، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) تو جن سے محبت کرتا ہے، انھیں کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اپنی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ (صحیح بخاری:۳۶۸۸، صحیح مسلم:۲۶۳۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں اوران کے لئے الگ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

علمی آثار: آپ نے دو ہزار دوسو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث بیان کیں، جن میں سے ایک سواسی (۱۸۰) صحیحین میں ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۴۰۶)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی یا آپ کی طرف منسوب چار روایات ہیں: ۱۶، ۲۶، ۳۱، ۳۷

میدانِ قتال میں: آپ نابالغ ہونے کے باوجود غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام کی خدمت کرتے رہے۔

اسحاق بن عثمان الکلابی (ثقہ) نے موسیٰ بن انس بن مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: انس (رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات میں حصہ لیا؟ تو انھوں نے فرمایا: آٹھ غزوات میں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/ ۳۹۸ ت ۱۲۶۶، وسندہ صحیح)

آپ وفاتِ نبوی کے بعد بھی میدانِ قتال (مثلاً فتح تستر) میں شریک رہے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: ۹۳ھ

بقولِ قاضی محمد بن عبداللہ الانصاری رحمہ اللہ اس وقت آپ کی عمر ایک سوسات (۱۰۷) سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۵)

امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''رَأَیْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَبْرَصَ وَبِهِ وَضَحٌ شَدِیْدٌ...'' میں نے دیکھا کہ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو برص کی بیماری تھی اور آپ کے جسم پر برص کے شدید سفید داغ تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۹/ ۳۷۶ وسندہ صحیح)

امام عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے صرف دو کو (برص وجذام کی) بیماریاں لگیں: معیقیب کو جذام تھا اورانس بن مالک کو برص کی بیماری تھی۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(التاریخ المشہور بالثقات:۱۶۱۳)

صحیح العقیدہ مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے یا کوئی بیماری لگتی ہے تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور یہ اس کے لئے کفارہ بن جاتا ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ باب ۱ ح ۵۶۴۰۔۵۶۴۷)

تنبیہ: بعض گمراہوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بددعا کی وجہ سے برص کی بیماری لگی تھی۔ یہ بات بے اصل (لَیْسَ لِھٰذَا أَصْلٌ) ہے۔ (دیکھئے کتاب المعارف لابن قتیبہ باب البرص ص ۱۳۰ ج ۱، شاملہ)

اعلانات

۱: مسئلۂ رفع یدین اور مزاری دیوبندی کے شبہات، کے مدلل رد کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹۳ ص ۱۱۔۲۰

۲: جزء رفع الیدین اور جزء القراءۃ کے راوی محمود بن اسحاق البخاری الخزاعی القواس رحمہ اللہ کی توثیق کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹۳ ص ۳۷۔۴۸

۳: بریلویوں کے جعلی ''الجزء المفقود'' کے رد کے لئے دیکھئے الحدیث: ۹۳ ص ۲۱۔۲۷

۴: ایک مشہور کذاب راوی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری پر محدثین کرام کی جروح کے لئے دیکھئے الحدیث: ۹۴ ص ۷۷۔۸۶

۵: ماسٹر امین اوکاڑوی حیاتی دیوبندی کے سو (۱۰۰) جھوٹ باحوالہ اور ان کے رد کے لئے دیکھئے الحدیث: ۹۴ ص ۱۲۔۵۴

۶: محمد الیاس گھمن دیوبندی کی کتاب ''نماز اہل السنۃ والجماعۃ'' کی دس سے زیادہ موضوع، متروک اور مردود روایات کے لئے دیکھئے الحدیث: ۹۴ ص ۸۷۔۹۷

۷: الیاس گھمن دیوبندی کا امام ابوحنیفہ پر بہت بڑا بہتان دیکھئے الحدیث: ۹۴ ص ۹۸۔۹۹

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حافظ ندیم ظہیر

آرزوؤں کے صحرا میں دم توڑتا انسان!

آرزوئیں انسان کو بے بس کر دیتی ہیں۔ انسان انھی آرزوؤں کے حصار میں اس طرح جکڑا جاتا ہے جس طرح شہد میں مکھی اور پھر انسان ڈوبتا ہی جاتا ہے۔ ایک آرزو کا تعاقب دوسری آرزو سے متعارف کراتا ہے اور اس طرح سلسلہ در سلسلہ زنجیر بنتی چلی جاتی ہے۔ یہ وہ قُقْنس ہے جو جلتا ہے اور اپنی راکھ سے نئے قُقْنس کو جنم دیتا ہے۔ غرضیکہ ایک طرف آرزوؤں کا لامتناہی اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے تو دوسری طرف رب العالمین کا فیصلہ ہے:

﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾

اور کوئی جاندار یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا۔ (لقمان:۳۴)

لیکن انسان ہے کہ ہر چیز کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آرزوؤں کے ناہموار راستے پر دوڑتا ہی جا رہا ہے۔ اس سارے سفر میں جو حاصل ہو جائے اس کی تمنا ختم ہو جاتی ہے اور جو حاصل نہ ہو سکے وہ ایک حسرتِ ناتمام بن کر دم توڑ دیتی ہے۔

بہت دفعہ ایسے ہوتا ہے کہ ابھی آرزوئیں ناتمام ہی ہوتی ہیں کہ موت کا آہنی پنجہ آدمی کو اپنے شکنجے میں کس لیتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کی مجال نہیں ہو سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

ہر نفس نے موت سے ہمکنار ہونا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو، دراصل کامیاب وہ ہے جو آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ یہ دنیا تو محض ایک فریب ہے۔ (آلِ عمران:۱۸۵)

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دنیا کی حقیقت کو جاننے کے باوجود بھی عموماً انسان کی تمام تر آرزوئیں دنیا ہی سے متعلق ہوتی ہیں۔ وہی دنیاوی جاہ وجلال، اقتدار کی حرص، شہرت کی ہوس اور عیش وعشرت کی خواہش اور اس کے مقابلے میں اُخروی زندگی کو یکسر نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا: ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾ ''یعنی تم دنیا کی زندگی کو آخرت پر مقدم رکھتے ہو اور آخرت کے مقابلے میں ختم ہونے والی، مکدر کرنے والی اور زائل ہوجانے والی نعمتوں کو ترجیح دیتے ہو ﴿ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴾ حالانکہ آخرت ہر وصف مطلوب میں دنیا سے بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے، کیونکہ آخرت دار الخلد اور دار البقا ہے اور دنیا دار الفنا ہے اور ایک عقل مند مومن عمدہ کے مقابلے میں ردی کو منتخب کرے گا نہ ایک گھڑی کی لذت کے لئے ابدی رنج وغم کو خریدے گا۔ پس دنیا کی محبت اور اس کو آخرت پر ترجیح دینا ہر گناہ کی جڑ ہے۔'' (تفسیر السعدی ۲۹۳۹/۳)

اور فرمایا: ﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾

جان لو! دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمھارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال واولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے!) تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے، پھر چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاعِ فریب ہے۔ (الحدید:۲۰)

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اَلْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے اور آخرت کا گھر، وہی ہمیشہ کا گھر ہے اگر وہ جانتے ہوتے۔ (العنکبوت:٦٤)

لیکن آج کا انسان آخرت کے بجائے اپنی تمام تر امیدیں اور آرزوئیں دنیا سے وابستہ کئے ہوئے ہے کہ سب کچھ اسی دنیا میں مل جائے، خواہ آخرت میں کتنی ہی بڑی ذلت ورسوائی کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔! (العیاذ باللہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی لکیریں کھینچیں پھر (ایک خط کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: (یہ انسان کی) آرزوئیں ہیں اور (دوسری لکیر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:) یہ اس کی موت ہے۔ پس انسان اسی طرح آرزوؤں کے درمیان ہوتا ہے کہ سب سے قریب لکیر (موت) اس کے پاس آپہنچتی ہے۔ (صحیح بخاری:٦٤١٨)

موت کا خط انسان کے سب سے قریب ہے، پھر بھی انسان اس سے غافل ہے اور حقیقت سے انحراف برتتے ہوئے آرزوؤں کے سراب کے پیچھے اپنے آپ کو تھکا رہا ہے۔ آرزو ایک ایسا صحرا ہے کہ جو اس میں بھٹک جائے وہ بالآخر اسی میں دم توڑ دیتا ہے، کیونکہ اس سے واپسی کے تمام راستے مفقود ہو چکے ہوتے ہیں۔

ہاں! اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آرزوئیں سودمند ہوں، ہمیں اطمینانِ قلب نصیب ہو تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ اپنی آرزوؤں کا دھارا بدل دیں، اقتدار کے بجائے جنت کی حرص، جھوٹی شہرت کے بجائے تقرب الی اللہ کے لئے تگ ودو اور اپنی زندگی کی تمام تر وابستگیاں دینِ حنیف کے ساتھ خاص کر دیں، اسی میں دونوں جہانوں میں عزت کا راز ہے، لیکن اس دھارے کو بدلنے کے لئے ایک نکتہ ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ انسان مسافر ہے اور اس کی زندگی ایک سفر ہے۔ امیر ہو یا فقیر، وزراء ہوں یا امراء سب ایک ہی منزل کی جانب گامزن ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ کسی کا یہ سفر طویل ہوتا ہے تو کسی کا مختصر.... بس اور وہ منزل موت ہے۔ ذکرِ موت ہی اس آدم خور صحرا سے نکلنے کی امید ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi